مطبوعات

قادیانی امت

مؤلف: محمد شفیع جوش میرپوری
صفحات: ۱۲۸ - قیمت ۳/- روپے
ناشر: مجلس اخوتِ اسلامیہ - پاکستان
جامع مسجد - الیف بلاک - ماڈل ٹاؤن - لاہور

محمد شفیع جوش صاحب نوجوان ہیں، کام کرنے کا جوش رکھتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں فتنۂ قادیانیت کی نئی ہل چل تھی۔ جوش صاحب نے اسے گردن سے دبوچنے کا ارادہ کیا اور یہ مختصر سی کتاب لکھی۔ اس میں بہت سی ایسی حقیقتیں جمع ہو گئی ہیں جن کے پڑھنے سے ایک عام آدمی کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کیا تھے، انہوں نے دین کے لیے کیا کیا ستم ایجاد کیے۔ اور پھر اُن کی امت نے اسلام اور مسلمانوں سے کیا سلوک کیا۔ دین میں تحریفات اور تلبیسات کی سخت تکلیف دہ مثالیں سامنے آتی ہیں۔ حیرت ہے اُن لوگوں پر جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوتے اور اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے باوجود ایسا کمزور دماغ رکھتے ہیں کہ اس میں کوئی بھی مار و کژدم گھس سکتا ہے اور کوئی بھی بوم و خفاش آشیانہ بنا سکتا ہے۔ اب یہ کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے۔

قادیان سے اسرائیل تک

مؤلف: مولینا سمیع الحق - ایڈیٹر "الحق"
ناشر: مؤتمر المصنفین - اکوڑہ خٹک پشاور
قیمت: مجلد، صفحات ۲۴۰ صد - ۱۵/- روپے

مولینا سمیع الحق کو ہر پڑھا لکھا شخص جانتا ہے کہ فتنوں کے مقابلے میں اُن کا قلم برہنہ تلوار ہے اور وہ باطل کے نظاہر خوبصورت چہرے کا غازہ الگ کر کے اصل کریہہ منظر دکھا دیتے ہیں۔

"قادیانیت" بھی مولینا کا ایک خاص موضوع رہی ہے۔ اس بصیرت افروز کتاب کو پڑھے بغیر یہ نہیں جانا جا سکتا کہ مولینا کیوں اس گروہ کو مارِ آستین ٹولہ کہتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ سلسلہ قادیانیت محض مذہبی یا صوفیانہ نوعیت کی چیز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا مزاج صیہونیت

جیسا ہے۔ یہ اپنا خاص کام خفیہ طریقوں سے کرتی ہے۔ اہلِ مغرب اور اسرائیل کے ساتھ اس کا قارورہ خاص طور ہمیشہ مل رہا ہے۔ روس میں اس گروہ نے جاسوسی کی ہے۔ پھر عالمِ اسلام میں نہایت نازک مراحل میں انہوں نے ریشہ دوانیاں کی ہیں۔ افغانستان، شام، ترکی، انڈونیشیا اور افریقہ کے مسلم ممالک میں یہ لوگ کارِ خاص کرتے رہے ہیں۔ حبشہ میں ان کے ڈاکٹر جاسوسی پر مامور رہے۔ اُن کے اکابر کے بعض سفر اور خفیہ ملاقاتیں، ان کے تہ دار بیانات اور اعلانات اور اُن کی موجودہ حالات کے متعلق پیش گوئیاں پھر ربوہ میں قادیانی حکمرانی کا تجربہ، اختلاف یا سرتابی کرنے والوں کو بدنی و مالی سزاؤں کے علاوہ سوشل مقاطعہ سے لے کر قتل تک کی کارروائیاں۔

خود پاکستان میں یہ گروہ غیر مسلم قرار پانے کے بعد اپنے ڈنگ میں مزید زہر بھر رہا ہے۔ بعض سائنسی، نشری، تعلیمی، صحافتی اور انتظامی دائروں میں اچھے عہدوں پر اس کے افراد موجود ہیں وہ آج بھی ذہن میں قادیانی حکومت کا منصوبہ لیے ہوئے ربوہ سے رہنمائی لیتے رہتے ہیں۔ بلکہ ان دنوں تو شاید ان کا اصل اڈا ہی ربوہ کے بجائے اسلام آباد میں منتقل ہو گیا ہے۔ اب اُن کو ایک اور راستہ مل گیا ہے۔ عہدہ دار قادیانیوں سے پوچھیے تو وہ انکار کر دیں گے کہ ہم قادیانی نہیں ہیں تائب ہو چکے ہیں۔ ویسے اندر خانے جماعت کے مُرشد مرزا صاحب پر اعتقاد بھی برقرار ہے۔ ربوہ سے تعلق بھی قائم ہے۔ قادیانی قادیانی کی دوستی بھی جوں کی توں ہے اور خفیہ خفیہ لٹریچر بھی حاصل کر لیتے ہیں تاکہ ایمان تازہ رہے۔

حال ہی میں عبدالسلام صاحب کو آدھا سائنسی اعزاز ملا تو دفاعی سطح سے لے کر ضلعی سطحوں تک جیب تبریکی تقریبوں کا سلسلہ شروع ہوا تو نہ صرف الفضل میں اُن کے پیرو مرشد نے عبدالسلام کی تعریف کی، بلکہ ملک بھر کے قادیانی یکایک اُبھر کر اوپر آ گئے۔

ہم اگر پیشگوئی کا اذن رکھتے تو بتا دیتے کہ امریکہ وغیرہ کی اس وقت آرزو یہ ہے کہ عبدالسلام صاحب ہمارے اہم سائنسی منصوبوں، خصوصاً جوہری توانائی کے اداروں میں اُونچی مسند سنبھال کے بیٹھیں، جہاں پہلے بھی ایک اہم شخصیت موجود ہے۔ خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

ہم تو سیدھے سے عقیدے کے لوگ ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ اس گروہ کا ہمارے ہاں حاصل کردہ نفوذ نہ جانے کتنی بڑی نحوستیں ہمارے اُوپر طاری کر دے گا ۔۔۔ اور وہ بھی ایسی نازک گھڑی میں!

قادیانی اگر حدود میں رہیں تو اچھا ہے، ورنہ یہاں کے عوام کو آپ نے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں دیکھ

ہی ایسا ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ کب کوئی نئی حرکت نہ پیدا ہو جائے گی۔

بہر حال مولینا سمیع الحق کی کتاب نہ صرف اسلامیات اور عالم اسلام کے کورسوں میں شامل ہونی چاہیے بلکہ موجودہ حکام کو براہ راست خود اس کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ پھر ان کی تحقیق احوال کے لیے ایک خفیہ ادارہ قائم کر دینا چاہیے جو ملک میں نظر رکھنے کے علاوہ ملک سے باہر جا کر کام کرنے والے قادیانیوں کی نگرانی کرتا ہے۔

ختم نبوت

مؤلفہ: حافظ محمد ایوب صاحب دہلوی

صفحات: ۴۰ قیمت درج نہیں۔

ناشر: مکتبہ رازی - ۱۲۰۰ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی

مرزا صاحب کی طرف سے نبی اور مسیح موعود ہونے کے دعوؤں پر حافظ صاحب نے علمی انداز سے کلام کیا ہے۔ اسی سلسلے میں بحث کا اصل محور مسئلہ ختم نبوت بنا ہے۔

فاضل مرتب نے ختم نبوت کے دلائل کی روشنی میں دکھایا ہے کہ مرزا صاحب کے دعاوی باطل ہیں۔

(بقیہ محدث قرطبہ بقی بن مخلد)

تھے۔ بعض ان چار مسائل میں امام مالک کے اقوال سے اختلاف کرنے کی وجہ سے بہت سے اندلسی علماء ان کے مخالف ہو گئے تھے۔ لہٰذا اگر اندلس میں امام بقی بن مخلدؒ کی مخالفت شروع ہو گئی تھی تو یہ کوئی انوکھی بات نہ تھی۔

(باقی)

اعتذار

ادارہ معذرت خواہ ہے کہ اس مضمون کی پہلی قسط غلطی سے جناب عبدالرشید عراقی کے نام سے شائع ہو گئی۔ قارئین پچھلے شمارے میں تصحیح کر لیں۔

(بقیہ اشارات) ایک بار وہ فلسفہ ٹوٹ جائے جو روسی نظام کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ بخلاف اس کے اگر بزدلی اور مفاد پرستی کی راہ اختیار کی گئی تو اشتراکیت کی فکری شکست کا جو موقع آج پیدا ہوا ہے وہ ضائع چلا جائے گا۔

خاص طور سے اس مرحلے پر اہل پاکستان پر بہت ہی عظیم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ وہ فعالانہ اور عزیمت مندانہ اقدام کر کے اپنا تاریخی حصہ صحیح طور پر اگر ادا کر دیں تو دنیا کے لیے مستقل امن کی راہ کھل جائے گی۔ ایسے تاریخی معرکوں میں چند ہزار یا چند لاکھ جانوں کا جانا یا آبادیوں اور سڑکوں اور سرکاری عمارتوں کا تباہ ہو جانا بہت ہی معمولی بات ہے۔ کوئی بھی خارجی قوت سارے پاکستان پر اپنی فوجیں پھیلا کر بھی اگر یہ محسوس کرے کہ وہ یہاں کی آبادی کو غلام یا آلۂ کار نہیں بنا سکی ہے تو وہ چار و ناچار پیچھے ہٹ کر سکڑ جائے گی۔

اُوپر جن کوششوں کا ذکر ہوا ہے، یہ اسلام سے محبت رکھنے والی ہماری اکثریت کے خلاف ایک ایسی سرد جنگ کی حیثیت رکھتی ہیں، جن کا مقصد ہمارے عزائم اور حوصلوں کو وقت سے پہلے شکست دینا ہے۔

ان سب کا توڑ صرف یہ شعور ہے کہ اسلام ایک ایسی تحریک جہاد ہے جس میں کثرت و قلت یا فتح و شکست سے بے نیاز ہو کر خدا کے پرستار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے انقلابی سپاہی سچائی کے موقف سے باطل طاقتوں سے ہمیشہ نبرد آزما رہے ہیں۔ اس تحریک جہاد نے مکّہ کے غلاموں تک کو سرداران قریش کے مضبوط مشرکانہ نظام کے خلاف اُٹھا کھڑا کیا اور ۱۳ برس تک عقوبتیں سہنے کے باوجود کوئی ایک فرد بھی اپنے موقف سے نہیں ہٹا۔ بیعت عقبہ منعقد کرنے والوں نے اس حقیقت کو پا لیا کہ وہ اسود و احمر کے خلاف جنگ کا پیمان باندھ رہے ہیں۔ بدر کے میدان میں وہ تحریک ایک بڑی فوجی قوت کے مقابلے میں قلیل التعداد اور بے سروسامان سپاہ کو لائی۔ اور نتیجہ ایسا نکلا کہ پورا فلسفۂ فتح و شکست بدل گیا۔ مسلمانوں نے اپنی ساری تاریخ میں زیادہ تر جنگیں دشمن سے کم تر فوجی قوت کے ذریعے جیتیں۔

اس محمدی تحریک جہاد نے طارق و موسیٰ اور صلاح الدین ایوبیؒ اور محمد بن قاسم جیسے سپہ سالار

پیدا کیے جنھوں نے بڑی بڑی طاقتوں کو بیخ دیا۔ اس نے مصر سے بیبرس جیسے غلام سپاہی کو دنیائے اسلام کو روندنے والے تاتاریوں کے خلاف اٹھا کھڑا کیا اور اس کے آغاز کردہ معرکے کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ تاتاریوں کا دور ختم ہوگیا۔ اور پھر محمدی تحریکِ جہاد یہ منظر دکھاتی ہے کہ مکہ میں مشرکین حضرت خبیبؓ کو پھانسی دیتے ہیں اور حضرت زیدالدثنہ کو قتل کرتے ہیں، مگر وہ نہ معافی مانگتے ہیں، نہ خوشامد کرتے ہیں۔ اسی طرح بعد میں حضرت امام حسینؓ یہ مثال قائم کرتے ہیں کہ یزید کے فاسد نظامِ حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بن کر اپنے اہلِ خانہ اور تھوڑے سے رفیقوں کے ساتھ نکلتے ہیں اور سامنے حکومت کی بھاری فوجی قوت چیلنج بن کے آتی ہے۔ آپ اپنی اور اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی جانیں قربان کر دیتے ہیں مگر اسلام کے صحیح موقف سے نہیں ہٹتے۔ اور آج کئی کئی سال سے اریٹیریا کے مسلمان اور فلپائن کے مسلمان بے سروسامانی کے باوجود قربانیاں دے دے کر وقت کی جابر حکومتوں کے خلاف دینی آزادی اور سیاسی حقوق کے لیے جہاد آرا ہیں۔

سچا اسلام جہاں جائے گا، اس کے ساتھ جذبہ جہاد بھی ضرور موجود ہوگا۔

سو ایسی قوم نے اگر پاکستان اسلام کے لیے بنایا ہے اور وہ اس میں اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کر رہی ہے تو یہ کیسے تصور کیا جاسکتا ہے کہ کوئی ظالم قوت جارحیت کرے اور محمدؐ کی یہ قوم جہاد کرنے کے بجائے خوشامد پر اتر آئے۔

یہاں اگر ایک متنفس بھی ایمان والا ہوگا تو وہ چیتوں اور بھیڑیوں کے لشکر سے بھی لازماً لڑے گا۔ اس کی موت تاریخ میں پیغام جہاد بن کر دوسروں کے لیے وجہ تحریک بنے گی۔

کیا ہم لوگ افغانستانی بھائیوں سے بھی گئے گذرے ہیں، جو منظم فوج نہیں ہیں اور سازوسامان نہیں رکھتے مگر جانیں دے دے کر روس کو وہ سبق سکھا رہے ہیں جو اسے چیکوسلواکیہ اور ہنگری والے نہ سکھا سکے۔

پس ہم امتِ محمدیؐ کے لوگ اسلام کی تحریکِ جہاد کے سپاہی ہیں اور پاکستان کی تشکیل سے ہمارا مقصد ہی اپنے جداگانہ دینی و تہذیبی نظام کو برسرِعمل لانا ہے۔ اس خطے کو ہم اس کے مقصد کی وجہ سے ایک مسجد کی طرح اس بات کا حق دار مانتے ہیں کہ اس کے لیے ہم پہاڑوں اور وادیوں اور میدانوں اور ریگستانوں میں لڑیں اور خون کا ایک ایک قطرہ پیش کر دیں۔

ہمارے اوپر اپنے تحفظ کے علاوہ عالمِ اسلام کے ایک بڑے حصے کے تحفظ کی ذمہ داری بھی آتی ہے۔ اگر ہم کسی ظالم قوت کی مزاحمت نہ کرسکے تو ہمارے علاوہ بہت سے مسلم ممالک تباہی کا لقمہ بن جائیں گے۔